دورانِ خطبہ آنے والا دو رکعتیں پڑھے گا(٢)

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

دلیل احناف نمبر ٤ :

جناب محمد سرفراز خان صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کہتے ہیں :

''اور دار قطنی کی ح ١٦٩ ج ١ روایت میں ہے کہ جب تک وہ نماز پڑھتا رہا آپ نے خطبہ روک دیا : وأمسک عن الخطبۃ حتی فرغ من صلوتہ۔(آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نماز سے فارغ ہونے تک خطبہ سے رک گئے)''(خزائن السنن : ٢/١٧١)

تبصرہ :

صفدر صاحب کی پیش کردہ روایت نقل کرنے کے بعد امام دار قطنی رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

أسند ہذا الشّیخ عبید بن محمد العبدی ، عن معتمر ، عن أبیہ ، عن قتادۃ ، عن أنس ووہم فیہ والصّواب عن معتمر ، عن أبیہ مرسل ، کذا رواہ أحمد بن حنبل وغیرہ عن معتمر۔

''شیخ عبید بن محمد عبدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو قتادہ رحمہ اللہ کے واسطے سے مسند بیان کیا ہے ، یہ ان کا وہم ہے ، درست بات یہ ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ کے واسطے کے بغیر ہے لہٰذا مرسل ہے ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین نے اس روایت کو معتمر سے ایسے ہی مرسل بیان کیا ہے ۔''(سنن دار قطنی : ٢/١٤۔١٥)

یہ روایت چونکہ مرسل ہے ، لہٰذا ضعیف ہونے کی وجہ سے نا قابل التفات ہے ۔

دلیل نمبر ٥ :

صفدر صاحب کہتے ہیں :

وکذا فی مسند بن أبی شیبۃ عن محمّد بن قیس أمسک عن الخطبۃ حتی فرغ۔

''اسی طرح مسند ابن ابی شیبہ میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ آپ اس کے (دورکعتوں سے)فارغ ہونے تک خطبہ سے رک گئے تھے ۔''(خزائن السنن : ٢/١٧١)

تبصرہ :

امام دار قطنی رحمہ اللہ اسی روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

ہذا مرسل لا تقوم بہ الحجّۃ ، وأبو معشر اسمہ نجیح وہو ضعیف۔

''یہ مرسل ہے ، اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہو سکتی ، ابو معشر کا نام نجیح ہے اور وہ ضعیف ہے ۔''

(سنن دار قطنی : ۲/۱۵)

دلیل نمبر ٦ :

سرفرازؔ صفدر صاحب مزید لکھتے ہیں :

أوکان قبل شروعہٖ فی الخطبۃ و خرّجہ النّسائی فی سننہ الکبریٰ وبوّب علیہ ۔

''یا یہ سلیک رضی اللہ عنہ کا دو رکعت پڑھنا خطبہ کے شروع ہونے سے پہلے تھا ، امام نسائی رحمہ اللہ نے الکبری میں یہ روایت بیان کی ہے اور اس پر باب بھی باندھا ہے ۔''(خزائن السنن : ۲/۷۱)

تبصرہ :

جناب صفدر صاحب کی بے چینی دیدنی ہے ، دلائل کی عدمِ دستیابی کے باوجود صحیح حدیث کو ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ اب تو احتمالات پر اتر آئے ہیں ، ہو سکتا ہے یوں ہو یا یوں ممکن ہے ، حساس دماغ لوگ ان کے اس اضطراب کو دیکھ کرہی حقیقت سے آشنا ہو سکتے ہیں ، جہاں تک امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب کا تعلق ہے تو الکبریٰ کے مطبوعہ نسخے میں اس قسم کا کوئی باب موجود نہیں بلکہ الصّلاۃ قبل الجمعۃ والامام علی المنبر(جمعہ سے پہلے نماز جب کہ امام منبر پر ہو) کے الفاظ سے ایک باب ہے اور اس تبویب سے ہر گز یہ لازم نہیں آتا کہ آپ خطبہ ارشاد نہیں کر رہے تھے ۔

دلیل نمبر ۷ :

صفدر صاحب کہتے ہیں :

أو کان ذالک قبل أن ینسخ الکلام فی الصّلوۃ فلمّا نسخ فی الصّلوۃ نسخ فی الخطبۃ أیضا لانّھا شطر صلوۃ الجمعۃ و شرطھا کما صرّح الطحاوی ص ۱۷۹ ج ۱۔

''یا یہ نماز میں بات چیت کے منسوخ ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے ، پھر جب بات چیت نماز میں منسوخ ہو گئی تو خطبہ میں بھی منسوخ ہو گئی ، کیونکہ جمعہ کا آدھا حصہ نماز پر مشتمل ہے ، نیز یہ جمعہ کے لیے ضروری ہے ۔''

(خزائن السنن : ۲/۷۱)

تبصرہ :

اگر برا نہ منائیں تو'' ہو سکتا ہے'' نہیں ،بلکہ یقینی بات ہے کہ

یہ حکم نماز میں نسخِ کلام کے بعد کا ہے، لہٰذا یہ منسوخ نہیں ہوا ۔

سیدناابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جو اس فرمانِ نبوی کے راوی ہیں ، اس کے نسخ کے وجود یا عدم وجود کو بخوبی جانتے ہیں ، آپ رضی اللہ عنہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مروان کے دور تک ، جس کے بعد نسخ ممکن نہیں ، یہ دو رکعات دورانِ خطبہ ادا فرماتے رہے ۔

ذرا یاداشت پر زور دیں تو معلوم ہو کہ آپ ہی نے امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ سے یہ بات نقل فرمائی ہے :

''غسل سبع مرّات کی روایت اور تین مرتبہ غسل کا فتوی دونوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہیں ، اگر ان کے پاس سات مرتبہ کی نسخ یا عدم وجوب کا علم نہ ہوتا تو اپنی روایت کے خلاف کرنا ان کی عدالت اور عدالت پر اثر انداز ہوتا ہے ۔''(خزائن السنن : ۱/۱۹۱ ۔ ۱۹۲)

جناب ! اگر نسخ نہ ہونے کے باوجود حدیث کے خلاف کرنا عدالت پر اثر انداز ہوتا ہے تو کیا نسخ ہو جانے کے باوجود حدیث پر عمل کرنا عدالت پر اثر انداز نہیں ہوتا ؟

⭑ حافظ ابن حجررحمہ اللہ فرماتے ہیں :

قیل کانت هذه القصّة قبل تحریم الکلام فی الصّلاة و تعقّب بأنّ سلیکا متأخّر الاسلام جدّا أو تحریم الکلام متقدّم جدّا ، فکیف یدّعی نسخ المتأخّر بالمتقدّم مع أنّ النّسخ لا یثبت بالاحتمال ۔

''کہا گیا ہے کہ یہ قصہ نماز میں کلام کی حرمت سے پہلے کا ہے ، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ سلیک رضی اللہ عنہ بہت آخر میں اسلام لائے اور کلام کی حرمت بہت پہلے ہو گئی تھی ، پھر بعد والے کام کو پہلے حکم سے کیسے منسوخ کیا جا سکتا ہے حالانکہ نسخ تو احتمال سے ثابت ہی نہیں ہو سکتا ۔ ''(فتح الباری : ۲/٤۱۰)

نیز حافظ ابن حجررحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام طحاوی حنفی محض احتمال کی بنیاد پر بکثرت دعوی نسخ کرتے ہیں ۔ (فتح الباری : ۹/٤۸۷)

مقلدین کی دعوی نسخ کے حوالے سے عادتِ شنیعہ کو حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ یوں بیان فرماتے ہیں :

ونجد کثیراً من النّاس ممّن یخالف الحدیث الصّحیح من أصحاب أبی حنیفة أو غیرهم یقول : هذا منسوخ و قدا تّخذوا هذا محنة ، کلّ

حدیث لا یوافق مذهبهم یقولون : هو منسوخ من غیر أن یعلموا انّہ منسوخ ولا یثبتوا ما الّذی نسخہ ۔

'' ہم نے بہت سارے امام ابو حنیفہ کے پیروکاروں وغیرہ کو پایا ہے جو حدیث کی مخالفت کرتے ہیں ،وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے ، یہ ان کا وطیرہ ہے کہ ہر حدیث جو ان کے مذہب کے مطابق نہ ہو ، بغیر علم کے اس کو منسوخ قرار دیتے ہیں ، وہ اس حدیث کا دلیل سے ناسخ بھی ثابت نہیں کر سکتے ۔''

(مجموع الفتاوی : ۲۱/۱۵۰)

دلیل نمبر ۸ :

عن عبداللّٰہ بن بسر قال : جاء رجل یتخطّی رقاب النّاس فقال لہ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم : أی اجلس فقد آذیت ۔

''عبداللہ بن بسررضی اللہ عنہ سے روایت یہ ہے خطبہ جمعہ میں ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا ، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بیٹھ جاؤ ، تم نے تکلیف دی ہے ۔''

(ابو داود : ۱۱۱۸، نسائی : ۱٤۰۰ ، مسند احمد : ٤/۱۹۰)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۲۹٤)، امام ابن خزیمہ (۱۸۱۱)امام ابن حبان (۲۷۹۰)نے ''صحیح '' جبکہ حافظ حاکم (۱/٤۲٤)نے اس کو مسلم کی شرط پر ''صحیح '' کہا ہے ، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے ۔

نیز اس حدیث کی سند کوحافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے شرطِ مسلم پر ''صحیح '' کہا ہے ۔ (البدر المنیر : ٤/٦۸۰)

اس'' صحیح'' روایت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیٹھنے کا حکم فرمایا ، دو رکعات ادا کرنے کا حکم نہیں دیا ۔(شرح معانی الآثار : ۱/۳٦٦)

تبصرہ :

اس حدیث میں دوران خطبہ دو رکعات سے منع کرنے والوں کے لئے کوئی دلیل نہیں کیونکہ :

۱★ ممکن ہے کہ صحابی مذکور نے دو رکعتیں ادا کر لی ہوں ، پھر گردنیں پھلانگتا آگے آیا ہو ، جیسا کہ آج کل بھی ہو جاتا ہے اوراس حدیث میں صراحت نہیں کہ اس نے دو رکعتیں نہیں پڑھیں ، لہٰذا احتمال آ جانے کے بعد استدلال درست نہیں

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

كذا استدل بہ الطّحاویّ وغیرہ ، وفیہ نظر ۔
''اسی طرح اس حدیث سے امام طحاوی وغیرہ نے استدلال کیا ہے
، لیکن یہ استدلال محلِّ نظر ہے ۔''
(فتح الباری : ۱/۵۳۸)

★۲ اگر بالفرض اس صحابی نے دو رکعتیں ادا نہ بھی کی ہوں
تو ممکن ہے کہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
فرمان سے پہلے کا ہو ، جس میں آپ نے دو رکعتیں ادا کرنے کا
حکم دیا تھا ، نیز اس میں اور بھی احتمال ہیں، اور جب احتمال
آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے ، لہٰذا یہ استدلال صحیح نہیں
اس دلیل اور اس طرح کے دوسرے دلائلِ مانعین کا جواب دیتے
ہوئے حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں :
والجواب عن ذلک کلّہ أنّ المعارضۃ الّتی تؤول الی اسقاط أحد
الدّلیلین انّما یعمل بھا عند تعذّر الجمع ، والجمع ھنا ممکن ۔۔۔۔
وأمّا حدیث ابن بسر فھو أیضا واقعۃ عین لا عموم فیھا ، فیحتمل
أن یکون ترک أمرہ بالتّحیّۃ قبل مشروعیّتھا ۔۔۔۔أو ترک أمرہ
بالتّحیّۃ لبیان الجواز ، فانّھا لیست واجبۃ ، أو لکون دخولہ وقع فی
أواخر الخطبۃ بحیث ضاق الوقت عن التّحیّۃ ۔
''ان تما م باتوں کا جواب یہ ہے کہ دو دلیلوں کے مابین جو تعارض
ایک دلیل کو ساقط کرنے کا سبب بنتا ہے ، وہ تطبیق نہ ہو سکنے
کی صورت میں ہوتا ہے ، جبکہ یہاں تطبیق ممکن ہے ۔۔۔۔جہا
ں تک سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ہے
تو وہ ایک خاص واقعہ ہے جس میں عموم نہیں ہے (لٰذا دورانِ
خطبہ دورکعت پڑھنے کے عام حکم کا معارضہ کس طرح کر سکتا
ہے ؟)، اس لیے احتمال ہے کہ آپ کے نفل(دو رکعت)پڑھنے کا
حکم نہ دینے کا واقعہ اس کی مشروعیت (اس کے حکم)سے پہلے
کا ہو ۔۔۔۔یا اس کا (دورکعت)نفل پڑھنے کا حکم نہ دینا بیانِ
جواز کے لیے ہو (یعنی یہ بتانا مقصود ہو کہ یہ واجب نہیں)،
کیونکہ یہ واجب نہیں ہیں ، یا آپ نے اس لیے حکم نہ دیا ہو گا
کہ وہ خطبہ میں آخری وقت میں پہنچا اور دو رکعتوں کے لیے
وقت تھوڑا رہ گیا تھا ۔۔۔''
(فتح الباری : ۲/٤۰۹)

نوٹ :
ہم نے یہ امکانات اس لئے بیان کیے ہیں کہ دورانِ خطبہ دو
رکعت ادا کرنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

صریح حکم ہم تک پہنچ چکا ہے اور ہم پہلے یہ بھی ثابت کر آئے ہیں کہ دوران خطبہ نماز ادا کرنے کا حکم بعد کا ہے اور نسخ کلام پہلے کا ۔

پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ذکر کردہ آخری احتمال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جو محدثین مثلاً امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے سلیک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود الفاظ لا تعودنّ لمثل ہذا کی توضیح میں بیان کی ہے ، نیز جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی نے بھی اسے درست قرار دیا ہے کہ وہ جمعہ میں لیٹ آتے تھے ، لہٰذا بہت ممکن ہے کہ کسی دفعہ وہ زیادہ دیر سے آئے ہوں اور آپ نے وقت نہ ہونے کی بنا پر ان کو دورکعت ادا کرنے کا حکم نہ دیا ہو۔

اگر بالفرض اس صحابی نے دو رکعت ادا نہیں کیں اور یہ واقعہ بھی بعد کااور وہ دیرسے بھی نہ آئے ہوں تو بھی مانعین کی دلیل بہرحال نہیں بن سکتی ، کیونکہ ہم نے انہیں فرض و واجب نہیں کہا ، جیسا کہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کی زبانی ہم بیان کرچکے ہیں ۔

مانعین کی دلیل تو تب بنتی جب اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے صراحتاً منع کیا گیا ہوتا ۔

دلیل نمبر ۹ :

جناب محمد علی نیموی حنفی دورانِ خطبہ ممانعت ِنماز کے دلائل میں لکھتے ہیں:

وعن ثعلبۃ بن أبی مالک القرظیّ قال : انّ جلوس الامام علی المنبر یقطع الصّلوۃ وکلا مہ یقطع الکلام وقال انّھم کانوا یتحدّثون حین یجلس عمر ابن الخطّاب علی المنبر حتی یسکت المؤذّن فاذا قام عمر رضی اللّہ عنہ علی المنبر و قضی خطبتیہ تکلّموا ، رواہ الطّحاویّ و اسنادہ صحیح ۔

''ثعلبہ بن ابی مالک قرظی کہتے ہیں کہ امام کا منبر پر بیٹھنا نماز کو کاٹ دینا ہے اور امام کی کلام لوگوں کی باتوں کو کاٹ دیتی ہے ، پھر کہتے ہیں کہ وہ لوگ عمررضی اللہ عنہ کے منبر پر بیٹھنے کے بعد بھی باتیں کرتے رہتے تا آنکہ موذن خاموش ہو جاتا ، جب عمررضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو جاتے ، تو آپ کے دونوں خطبے مکمل کرنے تک کوئی بات نہ کرتا ، پھر جب آپ منبر سے نیچے تشریف لے آتے تو لوگ باتیں کرنے لگتے تھے۔امام طحاوی رحمہ اللہ (۱/۲۵۳) نے اسے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا

ہے ۔''(آثار السنن : ۳۰۵)

تبصرہ :

جیسا کہ پہلے بھی صراحت کی جا چکی ہے کہ ان روایات کا تعلق پہلے سے موجود لوگوں سے ہے ، نہ کہ دوران خطبہ آنے والوں سے ، کیونکہ آپ کا فرمان انّ جلوس الامام علی المنبر یقطع الصّلوۃ ، واضح طور پر اسی بات کی تائید کر رہا ہے ، مانعین کے حق میں وہ روایت مفید ثابت ہو گی جس میں دوران خطبہ صراحتاً ان دو رکعتوں سے منع کیا گیا ہو ، کیونکہ دوسری طرف قائلین کی دلیل بالکل صریح ہے ، صریح کے مقابلہ میں مبہم پیش کرنا صریح جہالت ہے ۔

ویسے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسے منقول آثار کے بارے میں ہم حافظ عراقی رحمہ اللہ کی فیصلہ کن بات ذکر کر چکے ہیں ، لہٰذا ایسے دلائل ذکر کرنا محض تطویل ، تحقیق نہیں ، نیز یہ لوگوں کا عمل نہ قرآن ہے ، نہ حدیث ہے اور نہ امام ابو حنیفہ کا فتوی ، راویٔ حدیث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا عمل ہم پیش کر چکے ہیں ۔

دلیل نمبر ۱۰ :

عن هشام بن عروۃ قال رأیت عبداللّٰہ بن صفوان دخل المسجد یوم الجمعۃ و عبداللّٰہ بن الزّبیررضی اللّٰہ عنہ یخطب علی المنبر و علیہ ازار و رداء و نعلان وھو متعمّم بعمامۃ ، فاستلم الرّکن ثمّ قال : السّلام علیک یا أمیر المؤمنین و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ ، ثمّ جلس ولم یرکع ۔

''ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن صفوان کو دیکھا ، وہ جمعہ کے دن عبداللہ بن زبیررضی اللہ عنہ کے خطبہ کے دوران مسجد میں داخل ہوئے ، وہ ازار ، چادر ، جوتی اور پگڑی پہنے ہوئے تھے ، انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر کہا : اے امیر المومنین آپ پر اللہ کی سلامتی اور رحمت اور برکتیں ہوں ، پھر بیٹھ گئے ، نماز نہ پڑھی ۔''(شرح معانی الآثار للطحاوی : ۱/۲۵۳، وسندہ، صحیح)

تبصرہ : یہ ایک تابعی عبداللہ بن صفوان رحمہ اللہ کا عمل ہے ، جو نہ قرآن ہے ، نہ حدیث اور نہ ہی قولِ ابی حنیفہ، لٰذا اس سے کیسے حجت قائم کی جا سکتی ہے ؟

رہی یہ بات کہ سیدنا عبداللہ بن زبیررضی اللہ عنہ نے انہیں دو رکعتیں پڑھنے کا حکم نہ دیا تو اس سے دورانِ خطبہ دو رکعتوں

کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ، بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ دو رکعات فرض و واجب نہ تھیں ،یا ان کو فرمان نبوی کا علم نہ تھا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فرمان کو صرف ایک صحابی کے سکوت کی وجہ سے چھوڑنا حدیثِ رسول سے دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
سیدنا ابن مسعودرضی اللہ عنہ رکوع میں تطبیق کے قائل تھے ۔
(دیکھیں صحیح مسلم:٥٣٤)
کیا ان کے اس عمل کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک کو چھوڑ دیا جائے گا ؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہاں فرمانِ رسول کوکیوںچھوڑا جا رہا ہے ؟ حالانکہ اس حدیث کے راوی صحابی ٔرسول سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سختی سے اس عمل پر ڈٹے بھی رہے ۔
دلیل نمبر ١١ :
سیدنا علی رضی اللہ عنہ ،مجاہدرحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ دوران خطبہ نماز کو مکروہ سمجھتے تھے ۔
(ابن ابی شیبہ : ١/٤٤٧ ، ح : ٥١٦٧)
تبصرہ : ⋆ سیدناعلی رضی اللہ عنہ کے قول کی سند سخت ''ضعیف ''ہے،کیونکہ:
١⋆ سفیان ثوری کی تدلیس ہے ۔
٢⋆ ابو اسحق کی تدلیس بھی موجود ہے ۔
٣⋆ الحارث بن عبداللہ الاعور'' متروک ورافضی '' راوی ہے ۔
⋆⋆ مجاہد کے قول کی سند میں :
١⋆ سفیان ثوری رحمہ اللہ ''مدلس ''ہیں ۔
٢⋆ لیث بن ابی سلیم'' ضعیف ومختلط ومدلس'' ہے۔
⋆⋆⋆ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا قول بھی ثابت نہیں ،کیونکہ سفیان ثوری کی تدلیس موجود ہے، لٰذا کچھ ثابت نہیں ہوا ، ویسے بھی صحیح فرمانِ نبوی کے مقابلہ میں اقوال کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے ؟
دلیل نمبر ١٢ :
عن خالد الخذّاء أنّ أبا قلابۃ جاء یوم الجمعۃ والامام یخطب فجلس و لم یصلّ ۔
''خالد خداء بیان کرتے ہیں کہ ابو قلابہ رحمہ اللہ جمعہ کے دن خطبہ کے دوران آئے ، تو بیٹھ گئے ، نماز نہیں پڑھی ۔''(شرح معانی الاثار للطحاوی : ١/٢٥٣)

تبصرہ : اس کی سند موضوع (من گھڑت) ہے ، کیونکہ :

★١ اس کا ایک راوی علی بن عاصم الواسطی جمہور کے نزدیک'' ضعیف ''ہے۔

★٢ اس کا دوسرا راوی احمد بن حسن'' متروک و کذاب'' ہے ۔

دلیل نمبر ١٣ :

عن ابن سیرین أنّہ کان یقول : اذا خرج الامام فلا یصلّ أحد حتّی یفرغ الامام ۔

''ابن سیرین رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب امام نکل آئے تو اس کے فارغ ہونے تک کوئی شخص نماز نہ پڑھے ۔''(مصنف ابن ابی شیبہ:٢/١١٠، ح : ٥٨٠٢، وسندہ، صحیح)

تبصرہ :

اولاً : تو اس سے مراد مسجد میں پہلے سے موجود لوگ ہیں ، کیونکہ اذا خرج الامام کے الفاظ سے واضح ہے ۔

ثانیاً : اگر اس سے مراد دورانِ خطبہ بھی لے لیاجائے ، تو ابن سیرین رحمہ اللہ کو فرمانِ رسول کا علم نہ ہو گا ، ورنہ وہ ایسا کبھی نہ فرماتے ۔

ثالثاً : اگر انہیں علم بھی ہو تو فرمانِ رسول کے مقابلے میں ان کی بات قبول نہیں کی جائے گی ۔

دلیل نمبر ١٤ : عن سعید المسیّب قال : خروج الامام یقطع الصّلاۃ ۔

''سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا : امام کے نکلنے سے نماز ختم ہو جاتی ہے ۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ: ٢/١١٠ ، ح : ٥٢١٤، ٢/١٢٣، ح : ٥٣٣٩)

تبصرہ : ★١ اس کی سندامام زہری رحمہ اللہ کی تدلیس کی وجہ سے'' ضعیف ''ہے ۔

★٢ اس سے مرادبھی امام کے خروج سے پہلے مسجد میں موجود لوگ ہیں ، نہ کہ دوران خطبہ آنے والے ۔

دلیل نمبر ١٥ :

عن ابن عباس و ابن عمر انّھما کانا یکرھان الصّلاۃ والکلام بعد خروج الامام ۔

''سیدناابن عباس رضی اللہ عنہ اورسیدنا ابن عمررضی اللہ عنہما امام کے نکلنے کے بعد نماز اور کلام دونوں کو نا پسند کرتے تھے۔''(مصنف ابن ابی شیبہ: ٢/١٢٣، ح : ٥٣٣٧)

تبصرہ :
★۱ اس کی سند ضعیف ہے ، کیونکہ حجاج بن ارطاۃ ''ضعیف و مدلس'' ہے ۔
★۲ اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو بقول حافظ عراقی رحمہ اللہ اس سے مراد دوران خطبہ آنے والے نہیں ہیں ۔

دلیل نمبر ١٦ :
عن اسمعیل بن أبی خالد قال : رأیت شریحا دخل یوم الجمعۃ من أبواب کندۃ فجلس و لم یصلّ ۔
''اسمعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے شریح رحمہ اللہ کو دیکھا ، وہ جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے، پھر بیٹھ گئے ، نماز نہیں پڑھی ۔''(مصنف ابن ابی شیبہ: ٢/١١٠، ح : ٥٢٠٩، وسندہ، صحیح)
تبصرہ : اس روایت میں دورانِ خطبہ کا کوئی ذکر نہیں ، لٰذا استدلال مردود ہے ، دوسری بات یہ ہے کہ دو رکعات کی ممانعت کہاں ہے ؟

دلیل نمبر ١٧ :
عن ھشام بن عروۃ عن أبیہ قال : اذا قعد الامام علی المنبر فلا صلاۃ ۔
''ہشام بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو کوئی نماز نہیں ۔''
(مصنف ابن ابی شیبہ: ٢/١١٠ ، ح : ٥٢١٠، وسندہ، صحیح)
تبصرہ :
اولاً اس سے مراد پہلے سے موجود لوگ ہیں ، کیونکہ فرمان رسول اپنے مفہوم میں ـصریح ہے ، جبکہ یہ مبہم ہے ۔
ثانیاً یہ عروہ رحمہ اللہ کا اپنا خیال ہو سکتا ہے ، ممکن ہے ان کو یہ فرمان نہ پہنچا ہو ، جن کو فرمانِ رسول پہنچا تھا وہ سیدناابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پوری زندگی دورانِ خطبہ دو رکعت ادا فرماتے رہے ۔

دلیل نمبر : ١٨ :
عن ثعلبۃ بن أبی مالک القرظیّ قال : أدرکت عمر وعثمان فکان الامام اذا خرج یوم الجمعۃ ترکنا الصّلوۃ ۔
''ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ میں نے سیدناعمر اورسیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کا دور پایا ہے ، جب امام جمعہ کے دن

نکل آتا تو ہم نماز چھوڑ دیتے تھے ۔''(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۱۰ ، ح : ۵۲۱۳)

تبصرہ :

اولاً : یہ روایت ''انقطاع'' کی وجہ سے'' ضعیف ''ہے ، عباد بن العوام کا یحییٰ بن سعید الانصاری سے سماع ثابت نہیں ہو سکا ۔

ثانیاً : ہم بھی کہتے ہیں کہ جب امام آ جائے تو پہلے سے موجود لوگ نماز چھوڑ کر خطبہ جمعہ سنیں گے ، دوران خطبہ نماز کی ممانعت پر دلیل مطلوب ہے ۔

الحاصل : دورانِ خطبہ دو رکعت پڑھنے کے صریح فرمانِ رسول کے مخالفین کسی ایک بھی صحیح و صریح روایت سے اپنا مدّعا ثابت نہیں کر سکے ، حالانکہ اس حدیث کے راویٔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا عمل واضح طور پر اس سنت کے عدمِ نسخ پر دلالت کرتا ہے ، نیز اس حدیث کے راویٔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی یہ دو رکعت دورانِ خطبہ صراحتاً ثابت ہیں ، جمہور صحابہ ، تابعین اور محدثین سے بھی اس حکم کا عدم ِنسخ ثابت کیا جا چکا ہے ، مگر کیا کیا جائے کہ تقلید ان واضح دلائل کے باوجود حق تسلیم کرنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ★

★ آخر میں ہم اس بارے میں علمائے کرام کے اقوال پیش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں:

★ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں : فالنّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم قد أمر بعد فراغ سلیک من الرّکعتین من جاء الی الجمعة والامام یخطب بھذا الامر کلّ مسلم یدخل المسجد والامام یخطب الی قیام السّاعة ، وکیف یجوز أن یتأوّل عالم أنّ النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم انّما خصّ بھذا الأمر سلیکا الغطفانیّ اذ دخل المسجد رثّ الھیئة وقت خطبته صلّی اللّٰه علیه وسلّم والنّبیّ یأمر بلفظ عام : من یدخل المسجد والامام یخطب أن یصلّی رکعتین ، بعد فراغ سلیک من الرّکعتین ، و أبو سعید الخدریّ راویٔ الخبر عن النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم یحلف أن لا یترکھما بعد أمر النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم بھما ، فمّن ادّعیٰ أنّ ھذا کان خاصّا لسلیک ، أو للدّاخل وھو رثّ الھیئة وقت خطبة النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم فقد خالف أخبار النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم المنصوصة ، لأنّ قوله : اذا جاء أحدکم یوم الجمعة والامام یخطب فلیصلّ رکعتین ، محال أن یرید به داخلا واحدا دون غیره ، لأنّ ھذا اللّفظة اذا جاء أحدکم

عندالعرب یستحیل أن تقع علی واحد دون الجمع ، وقد خرّجت طرق ھذہ الأخبار فی کتاب الجمعۃ ۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدناسلیک رضی اللہ عنہ کے دوران خطبہ دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد قیامت تک ہر دوران خطبہ مسجد میں داخل ہونے والے مسلمان کو یہی فرمایا ، کسی عالم کے لئے یہ تاویل کرنا کیسے جائز ہو گا کہ آپ نے یہ حکم خاص سیدناسلیک رضی اللہ عنہ کو دیا تھا ، کیونکہ وہ آپ کے خطبہ کے دوران پراگندہ حالت میں داخل ہوا تھا ، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو عمومی الفاظ میں حکم فرما رہے ہیں کہ جو کوئی بھی مسجد میں دوران خطبہ ہو ، دو رکعتیں پڑھے اور یہ حکم سلیک رضی اللہ عنہ کے دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد دیا ، نیز اس فرمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنے والے صحابی سیدناابو سعید خدری رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ نبی ئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد میں ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑ سکتا ، لہٰذا جو کوئی اسے سلیک رضی اللہ عنہ یا پراگندہ حالت والے شخص کے ساتھ خاص کرے گا ، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ِصریحہ کا مخالف ہو گا ، کیونکہ آپ کے فرمان '' جب تم میں سے کوئی ایک دوران خطبہ آئے تو دو رکعتیں ادا کرے '' سے صرف ایک داخل ہونے والا مراد لینا اور دوسروں کو خارج کرنا محال ہے ، کیونکہ اذا جاء أحدکم کے الفاظ کا ایک پر استعمال اہلِ عرب کے ہاں ممکن نہیں ، میں نے ان احادیث کی مختلف سندیں کتاب الجمعہ میں جمع کر دی ہیں ۔''(صحیح ابن خزیمہ : ٣/١٦٧ ۔ ١٦٨ ، تحت حدیث : ١٨٣٥)

٭ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ھذا نـصّ لا یتطرّق الیہ التّأویل ، ولا أظنّ عالما یبلغہ و یعتقدہ صحیحا ، فیخالفہ ۔

''یہ ایسی نص ہے جس میں تاویل ممکن نہیں ، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عالم جسے یہ روایت پہنچ جائے اور وہ اسے صحیح بھی سمجھتا ہو ، پھر اس کی مخالفت کرے ۔''(شرح مسلم از نووی : ١/٢٨٧)

٭ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (م ٤٥٦ ھ) میں فرماتے ہیں :

فھذہ آثار متظاھرۃ متواترۃ عن جماعۃ من الصّحابۃ رضی اللّہ عنھم بأصحّ أسانید توجب العلم بأمرہ صلّی اللّہ علیہ وسلّم من

جاء يوم الجمعة والامام يخطب بأن يصلّى ركعتين ، وصلّاهما أبو سعيد الخدریّ مع النّبیّ صلّی اللّه عليه وسلّم و بعده بحضرة الصّحابة ،لا يعرف له منهم مخالف ، ولا عليه منكر ، الّا شرط مروان الّذين تكلّموا با لباطل و عملوا الباطل فی الخطبة ، فأظهروا بدعة ورامُوا اماتة سنّة و اطفاء حقّ ، فمن أعجب شأناً ممّن يقتدی بهم و يدع الصّحابة ؟

''یہ صریح اور متواتر احادیث ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے صحیح ترین سندوں کے ساتھ مروی ہیں ، ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا علم ضروری طور پر حاصل ہوتا ہے کہ جو بھی جمعہ کے دن دوران خطبہ آئے ، دو رکعتیں ادا کرے ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ دو رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے بعد صحابہ کی موجودگی میں ادا فرمائیں ، صحابہ میں سے نہ کسی نے ان کی مخالفت کی اور نہ ان کا انکار کیا ، صرف مروان کے سپاہیوں نے خطبہ کے دوران ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دو رکعتوں سے روکنے کی کوشش کر کے باطل قول و فعل کا اظہار کیا ، انہوں نے بدعت کا کام کیا ، سنت کو ختم کرنے اور حق کے چراغ کو بجھانے کی سعی کی ، کتنے عجیب ہیں وہ لوگ جو ان گمراہ لوگوں کی پیروی کرتے ہیں اور صحابہ کرام کو چھوڑ دیتے ہیں؟''(المحلی لابن حزم : ٥/٦٩ ، تحت مسئلہ : ٥٣١)

★ نیز لکھتے ہیں :

وسبحان من يسّر هولاء لعكس الحقائق فقالوا : من جاء والامام يخطب فلا يركع ، ومن جاء والامام يصلّی الفرض ولم يكن أوتر ولا ركع ركعتی الفجر فليترک الفريضة و ليشتغل بالنّافلة ! فعكسوا أمر رسول اللّه صلّی اللّه عليه وسلّم عكساً ۔

''پاک ہے وہ ذات جس نے ان مقلدین کو خلاف حقیقت کاموں میں آسانی مہیا کی ہے ، ان کا کہنا ہے کہ جو خطبہ کے دوران آئے ،وہ دو رکعت نماز نہ پڑھے حالانکہ اس پر آپ کا حکم موجود ہے اور جو فرضوں کی جماعت کے دوران آئے ، اس نے وتر یا صبح کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں تو وہ فرض چھوڑ کر نفل میں لگ جائے حالانکہ اس سے آپ نے منع بھی فرمایا ہے ، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے بالکل الٹ چال چلی ہے ۔''(المحلی لابن حزم : ٥/٦٩ ، مسئلہ : ٥٣١)

★ امام ابن المنذررحمہ اللہ (م ٣١٨ ھ) فرماتے ہیں :و فی

قولہ اذا جاء أحدکم الی الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین بعد أن علم سلیکا أبین البیان بأنّ ذالک عامّ للناس ۔

''سیدنا سلیک رضی اللہ عنہ کو سکھا دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جو بھی تم میں سے خطبہ جمعہ کے دوران آئے ، دو رکعتیں ادا کرے ، اس میں بالکل واضح بات موجود ہے کہ یہ حکم سب لوگوں کے لئے عام ہے ۔''(الاوسط لابن المنذر : ٤/٩٦ ، تحت حدیث : ١٨٤٣)

اتنی صراحت کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو خطرہ ہے کہ اللہ تعالی کی ان دو وعیدوں کا مستحق نہ ہو جائے :

★ فرمان باری تعالی ہے :(اَرَءَ یْتَ الَّذِیْ یَنْہٰی o عَبْدًا اِذَا صَلّٰی o)(العلق : ٩۔١٠)

''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے ، جو بندے کونماز پڑھنے سے روکتا ہے ۔''

★★ مزید ارشاد ہوا :

(فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیبَہُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیبَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ)(النور : ٦٣)

''آپ(صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان کو کوئی مصیبت یا دردناک عذاب نہ آ لے ۔''

★★ ★★ ★★